THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday, the March 06, 2025
(347th Session)
Volume III, No. 01
(Nos. 01-03)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad
Volume III *SP.III (01)/2025*
No. 01 *01*

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Panel of Presiding Officers 2
3. Motion under Rule 263 moved for Dispensation of Rules 2
4. Leave of Absence 3
5. Point of public importance raised by Senator Syed Shibli Faraz, Leader of the Opposition, regarding arrest of Senator Aon Abbas 4
   - Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice 6
   - Senator Syed Shibli Faraz 7
   - Senator Syed Ali Zafar 8
6. Fateha 16
7. Point of public Importance raised by Senator Syed Masroor Ahsan regarding workers/labourers and incident of self-immolation of a trade union leader at Lahore High Court premises 17
8. Presentation of Report of the Standing Committee on Law and Justice on [The Constitution (Amendment) Bill, 2024] (Amendment of Article 106) 18
9. Presentation of Report of the Functional Committee on Government Assurances on a question asked by Senator Mushtaq Ahmed, regarding the missing file of House No. 622, Street No. 99, Sector I-10/4, Islamabad 19
10. Presentation of report of the Functional Committee on Government Assurances, regarding Solarisation of Tube wells in Balochistan 20
11. Presentation of report of the Standing Committee on Commerce, regarding decline in textile exports of the country during the Financial Year 2023-2024. 20
12. Consideration and Passage of [The Special Technology Zones Authority (Amendment) Bill, 2025] 21
13. Calling attention notice moved by Senator Sarmad Ali, regarding the alarming increase in HIV cases in the country 23
    - Senator Azam Nazeer Tarar 25
14. Point of Public Importance raised by Senator Sherry Rehman regarding the prevailing law and order situation in the country and the rise of terrorism 27
15. Point of Public Importance raised by Senator Danesh Kumar regarding inflation in the Holy month of Ramadan 30
    - Senator Dr. Afnan Ullah Khan 32
    - Senator Nadeem Ahmed Bhutto 33

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES
Thursday, the March 06, 2025

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at twelve noon with Mr. Deputy Chairman (Senator Syedaal Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ
فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ
يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا
هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝١٨٥

ترجمہ : رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ایسی
واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ راست دکھانے والی اور حق اور باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی
ہیں لہٰذا اب سے جو شخص اس مہینے کو پائے، اس کو لازم ہے کہ اس پورے مہینے کے روزے رکھے اور
جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کرے، اللہ تمہارے
ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے، سختی نہیں کرنا چاہتا، اس لیے یہ طریقہ تمہیں بتایا جا رہا ہے تاکہ تم روزوں کی
تعداد پوری کر سکو اور جس ہدایت سے اللہ نے تمہیں سرفراز کیا ہے، اس پر اللہ کی کبریائی کا اظہار و
اعتراف کرو اور شکر گزار بنو۔ (سورۃ البقرہ: آیت 185)

Panel of Presiding Officers

جناب ڈپٹی چیئرمین: جزاک اللہ۔ السلام علیکم۔ ابھی ہم باقاعدہ اجلاس کی کارروائی کا آغاز کرتے ہیں اور Panel of Presiding Officers کا اعلان کرتے ہیں۔ میں قواعد و ضوابط و انصرام کارروائی سینیٹ 2012 کے قاعدہ 14 کے ذیلی قاعدہ (1) کے پیرائے میں سینیٹ آف پاکستان کی 347 ویں اجلاس کی کارروائی کے لیے درج ذیل ترتیب سے اراکین کو پریذائیڈنگ افسران کے پینل کے لیے نامزد کرتا ہوں:

1. سینیٹر عرفان الحق صدیقی۔
2. سینیٹر سلیم مانڈوی والا۔
3. سینیٹر منظور احمد۔

سینیٹر علی ظفر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ لوگوں کو بولنے کے لیے ضرور وقت دوں گا اور point of order پر بھی بات کرنے کا موقع دوں گا۔ جی سینیٹر اعظم نذیر تارڑ۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر برائے قانون): With kind permission of the Chair, میں یہ کہوں گا کہ کل summoning of the session میں تھوڑا سا delay ہوا جس کی وجہ سے رات گئے question hour کے لیے questions کی preparation ممکن نہیں تھی۔ میں نے House Business Advisory Committee میں بھی request کی تھی کہ آج کے لیے question hour کو dispense کر دیں اور ہم دیگر issues پر بات کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی تحریک پیش کریں۔

Motion under Rule 263 moved for Dispensation of Rules

Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Parliamentary Affairs and Law & Justice): I, again with kind permission of the Chair, move that under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirement of Rule 41 of the said

rules regarding the Question Hour be dispensed with for today's sitting.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب ہم آرڈر نمبر ۲ (الف) پر آتے ہیں۔ یہ چھٹی کی درخواستیں ہیں۔ پہلے انہیں لیتے ہیں تاکہ پھر آگے اجلاس کی کارروائی چلائی جائے۔

Leave of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر حسنہ بانو صاحبہ نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 346ویں مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر محمد اسحاق ڈار صاحب نے بعض غیر ملکی اور سرکاری مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 345ویں اجلاس کے دوران مورخہ 21 جنوری، 346ویں مکمل اجلاس اور حالیہ اجلاس کے لیے مورخہ 6 اور 7 مارچ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر سید محسن رضا نقوی صاحب نے بعض سرکاری مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 346ویں اجلاس کے دوران مورخہ 17 فروری کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر احمد خان صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 346ویں مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر سرمد علی صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 346 ویں اجلاس کے دوران مورخہ 21 فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر سید کاظم علی شاہ صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 346 ویں مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر کامل علی آغا صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 346 ویں اجلاس کے دوران مورخہ 21 فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر ندیم احمد بھٹو صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 346 ویں اجلاس کے دوران مورخہ 14 فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر بشریٰ انجم بٹ صاحبہ نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 346 ویں اجلاس کے دوران مورخہ 17 اور 21 فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

ابھی کچھ business چلاتے ہیں، اس سے پہلے کہ business کو شروع کریں، پہلے شبلی فراز صاحب بولیں گے۔ صرف آپ بات کریں۔

Point of public importance raised by Senator Syed Shibli Faraz, Leader of the Opposition, regarding arrest of Senator Aon Abbas

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ اس وقت سب سے اہم business یہ ہے کہ اس ایوان کا مزید ایک رکن سینیٹر عون عباس بپی کو اٹھا لیا گیا ہے۔ ان کو آج صبح ساڑھے آٹھ بجے ان کے گھر سے اٹھایا گیا ہے۔ اس کی ہم شدید مذمت کرتے ہیں کیونکہ فسطائیت کا سلسلہ شروع ہے۔ ابھی ہمارا ایک پارلیمانی سال ہونے کو ہے، ایک طرف حکومت بلند بانگ دعوے کر رہی ہے

لیکن دوسری طرف پارلیمان اور خاص طور پر اپوزیشن کو جس طرح دیوار سے لگایا جارہاہے، ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ ہم یہ demand کرتے ہیں کہ جناب چیئرمین! اس ایوان کو اپنی اہمیت اور اپنے اختیار کو استعمال کرنا ہوگا، وہ یہ ہے کہ اگر چیئرمین سینیٹ production orders کے لیے لکھتا ہے تو اس پر کوئی عمل داری نہیں ہوتی۔۔۔

Mr. Deputy Chairman: Please, order in the House. Yes.

سینیٹر سید شبلی فراز: اس کے ساتھ ساتھ اس کا نہ کوئی follow-up ہوتا ہے اور نہ ان officials کے خلاف کوئی action لیا جاتا ہے جو اس پر عمل داری نہیں ہونے دے رہے ہیں۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: براہ مہربانی، آپ سب اپوزیشن لیڈر کی بات سنیں۔ جی۔

سینیٹر سید شبلی فراز: اب اگر ہمارے ایوان کے ایک رکن کو اٹھا لیا گیا ہے، طریقہ کار کو بھی follow نہ کیا گیا۔ چیئرمین سینیٹ کے آفس کو بتایا گیا تھا کہ ان کو pick کیا گیا ہے یا ان کو pick کرنے جارہے ہیں؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اس ایوان کا رکن ہونا، ایک formality ہے، اس کی نہ تو کوئی عزت ہے، نہ کوئی توقیر ہے اور کوئی وجہ نہیں ہے جس میں وہ کہہ سکیں کہ جی یہ ایوان بالا کے ایک رکن ہیں۔ کیونکہ ان کا تعلق اپوزیشن سے ہے، اس لیے ان کے بارے میں بات نہیں ہوگی۔ Business Advisory Committee meeting میں بات ہوئی تھی، وزیر قانون صاحب نے کہا تھا کہ وہ ہمیں بتائیں گے، ابھی بھی انہوں نے کہا ہے کہ دس منٹ میں بتاؤں گا۔ وہ آگئے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جی آپ کر لیں، ذمہ دار لوگوں کے درمیان بات ہوئی تو ان شاءاللہ۔ جی

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب! میں چاہوں گا کہ وزیر قانون صاحب ہمیں بتائیں کہ اس کی کیا progress ہے، کیوں اٹھایا گیا ہے، کس وقت ان کو رہا کیا جا رہا ہے اور ان کو یہاں پر کس وقت پہنچایا جارہا ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Yes, Minister for Law, please.

Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Parliamentary Affairs and Law and Justice

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر برائے پارلیمانی امور اور قانون وانصاف): جناب چیئرمین! ظاہر ہے کہ وہ اس معزز ایوان کے رکن ہیں اور concerns ہمارے بھی ہیں، اپوزیشن کے دوستوں کے بھی ہیں۔ نظام کو ایک قانون ضابطے کے تحت ہی چلنا چاہیے، ہمیں کچھ ایسی privileges حاصل ہیں کہ ہماری گرفتاری یا رہائی ہے، اس کی حد تک جو اطلاع ہے کہ جب اجلاس ہے، اس حوالے سے وہ ہونی چاہیے۔ میرے لیے بھی یہ خبر تھی، مجھے بھی سینیٹر علی ظفر صاحب نے Business Advisory meeting میں بتایا کہ یہ واقعہ ہوا ہے۔ میں نے ملتان سے check کیا تو ملتان پولیس کے علم میں یہ واقعہ نہیں تھا۔ پھر جب انہوں نے متعلقہ تھانے میں check کیا تو بہاولپور پولیس کی entry تھی اور PS Derawar, ضلع بہاولپور کا مقدمہ ہے۔ ان کی کوئی wildlife related FIR تھی، جس میں وہ مطلوب تھے۔ جناب! غیر قانونی شکار کی۔ میں اتنا عرض کردوں کہ چولستان میں غیر قانونی شکار کو کافی سنجیدہ جرم کے طور پر لیا جاتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شبلی صاحب! ایک منٹ ان کو بات پوری کرنے دیں۔ جی آپ بات کریں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! وہاں پر endangered species ہیں، this is the initial information which I have been given by one of the officials. میں مزید اس پر بات کر رہا ہوں، جو بھی update ہوگا، I will place it before the House, یہ اس حوالے سے ہے کہ یہ کوئی غیر قانونی حراست میں تو نہیں ہیں یا کوئی ایسی بات نہ ہو، وہ میں check کر رہا تھا کہ اگر ان کی گرفتاری ضابطے کے مطابق ہوتی ہے تو اس کے procedures ہیں۔ قانونی کارروائی کی صورت میں انہوں نے مجسٹریٹ کے پاس جانا ہے، ان کی ضمانت کا ہونا ہے، ظاہر ہے کہ وہ ایک ضابطے کی کارروائی ہے، وہ ہوتی ہے۔ میرا پہلا concern یہ تھا کہ یہ کوئی illegal detention تو نہیں ہے۔ یہ اطلاع ہے کہ انہوں نے تھانے کی تفصیل دی ہے، میں نے ان سے کہا ہے کہ مجھ سے FIR کی copy share کی جائے اور مجھے باقی details بھی دی جائیں۔ کیونکہ وقت کی کمی تھی، میں اِدھر Lobby میں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایک منٹ۔ جی آپ بات کریں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب! جس طرح ابھی وزیر صاحب بتا رہے ہیں کہ ان کو غیر قانونی شکار کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔ دیکھیں ہمارے پاس footage ہے۔۔۔

Mr. Deputy Chairman: Order in the House, please.

Senator Syed Shibli Faraz

سینیٹر سید شبلی فراز: ہمارے پاس عون عباس بپی کے گھر کے اندر کی بھی footage ہے۔ اس گھر کو بری طرح سے توڑا گیا ہے، اندر تمام چیزیں توڑی گئی ہیں، ہم اس کی footages آپ کے ساتھ share کر سکتے ہیں۔ اگر ان کو قانونی طور پر گرفتار کیا گیا ہے تو کوئی warrants ہوتے ہیں، وہ دکھائے جاتے ہیں کہ بھائی! آپ کو اس مقدمے میں گرفتار کیا گیا۔

جو آپ بتا رہے ہیں، یہ تو ٹھیک ہے، any crime is a serious crime لیکن اس کے لیے کوئی ضابطہ، کوئی طریقہ کار تو ہوتا ہے۔ ان کے گھر والے کہہ رہے ہیں کہ ان سے فون مانگے ہیں، انہوں نے فون نہیں دیے تو انہوں نے توڑ پھوڑ کر دی۔ یہ ہمارے لیے کوئی خانہ پوری نہیں ہے کہ ہم نے اسے raise کیا، وزیر صاحب نے معلوم کر کے ہمیں بتا دیا، مطلب we have to see through what actually happened, what is on spot there اور وہ یہ نہیں show کرتا، بڑی casual قسم میں ان کی فیکٹری میں بھی گئے، ان کے گھر میں بھی گئے اور اندر ان سے barge in کیا۔ ایسے نہیں ہوتا اگر کوئی قانونی شکار ہو۔ دیکھیں ہم ایک ایسے دور میں جی رہے ہیں جس میں اس قسم کی باتیں ایک بھونڈا مذاق لگتا ہے کہ جب آپ یہ کہتے ہیں کہ ان کو شکار پر یا کسی کو بکری کی چوری پر آپ نے گرفتار کر لیا۔ یہ چیزیں نہیں ہیں۔ یہ عون عباس بپی کی بات ہے جو ہمارے ایک معزز سینیٹر ہیں۔ اسی طرح۔۔

Mr. Deputy Chairman: Order in the House, Dr. Humayun Sahib, please.

سینیٹر سید شبلی فراز: عون عباس بپی ہمارے ایک معزز سینیٹر ہیں، ان کی production orders پر عمل داری نہیں ہوئی۔ ہماری ایک سینیٹر ثانیہ نشتر نے استعفیٰ دیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے خیال میں اگر آپ Chair سے مخاطب ہو کر مختصر بات کریں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: میں مختصر ہی بات کر رہا ہوں، آج میرا subject ہی یہی ہے، باقی چیزوں پر کل بات کریں گے۔ آپ اس بنیادی issue کو دیکھیں کہ ایک سینیٹر ثانیہ نشتر جو 18 ستمبر کو اپنا استعفیٰ دیتی ہیں، وہ استعفیٰ منظور ہو جانا چاہیے۔ دوسری طرف قاسم صاحب ہیں، انہوں نے استعفیٰ دیا، ان کا استعفیٰ فوراً منظور بھی ہو گیا، الیکشن کا اعلان بھی ہوا۔ ہمارا وہ الیکشن ہی نہیں ہو رہا۔ بہر حال، جو میں کہہ رہا ہوں کہ اپوزیشن کے لیے جو طریقہ کار بنایا گیا ہے، coming back to Aon Bapi, ہمیں بتایا جائے کہ ہمیں جو version دیا ہے، مجھے یقین ہے کہ ان کو بتایا گیا ہوگا۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میری گزارش ہے کہ ثانیہ نشتر صاحبہ کے issue کی مکمل report پیش کریں۔ جی علی ظفر صاحب آپ بات کریں۔

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: میں صرف یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ آپ Custodian of the House ہیں، آپ نے ہم سب کی حفاظت کرنی ہے۔ یہ جو سیاسی انتقام ہے، میں وزیر قانون صاحب کا بڑا احترام کرتا ہوں لیکن جس طرح انہوں نے یہ بیان کیا کہ wildlife hunting پر ایک FIR بنائی گئی ہے تو جنہوں نے بھی ان کو contact کیا تھا انہیں خود ہی ان کو بتانا چاہیے تھا کہ کوئی عقل کرو یہ قوم بے وقوف نہیں ہے، وہ ہمارے ایوان کے ایک بڑے اہم ستون ہیں۔ میں Parliamentary Leader ہوں، وہ میری جماعت کے بڑے اہم رکن ہیں اور ہم سب کے colleague ہیں۔ ان کو اس طرح arrest کرنا ایک سیاسی انتقام کے تحت یہ آپ کو acceptable نہیں ہونا چاہیے۔ آپ اس session کو ادھر ہی روک دیجیے جب تک وہ ان کو produce نہیں کرتے۔ آج ان کا ایک اہم agenda واقعہ بلوچستان پر point تھا، جہاں پنجابی لوگوں کو باہر نکال کر مارا گیا ہے، اس پر انہوں نے گفتگو کرنی تھی۔ یہ سب اس کو روکنے کے لیے اور ایک سیاست۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: Order No. 14 میں تھا۔

سینیٹر سید علی ظفر: اس کے لیے ان کو روکا گیا، تو میں پارلیمانی لیڈر کے طور پر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ ذمہ داری آپ کی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئر مین: Floorپر کوئی بندہ بات کرے تو، آپ کو کس طرح۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئر مین: منظور صاحب! ایک منٹ بات سنیں، ممبر floorپر بات کر رہا تھا۔

سینیٹر منظور احمد: جناب! [***][1]

سینیٹر سید علی ظفر: جناب! میری درخواست یہ ہوگی کہ اس session کو آگے چلانے سے پہلے، ہم بہت کوشش کر رہے ہیں۔۔

جناب ڈپٹی چیئر مین: ابھی ہم آگے کیسے چلائیں، میں نے آپ کو mic دیا ہے، تو میں نے ان کو کہا ایک منٹ ان کو بات کرنے دیں۔ آپ Rules کو چیک کریں، آپ ایک سینیئر وکیل ہیں اور آپ بات کر رہے ہیں تو میں آپ کو بیٹھا کر ان کو وقت دوں گا۔ میں معطل نہیں کروں گا، مجھے بالکل آتا ہے، مجھے بالکل پتا ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئر مین: آپ کو پتہ نہیں ہے کہ Chair کو اس طرح مخاطب کر کے بات کر رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئر مین: ایک منٹ، آرام سے بیٹھ جائیں، آپ تشریف رکھیں، اس طرح ایوان نہیں چلے گا، ابھی میں اس بات پر Ruling دینے والا ہوں پتا نہیں کہاں سے آپ کو مسئلہ آگیا ہے۔ مجھے آپ کی سمجھ آ رہی ہے، علی ظفر صاحب آپ بات کریں، ایک منٹ میں اس میں۔۔

سینیٹر سید علی ظفر: آپ ruling دے دیجیے، ہم بیٹھ جائیں۔

جناب ڈپٹی چیئر مین: منظور کاکڑ صاحب، آپ مجھے نہ سمجھائیں، میں قانون اور Rule of Lawکے تحت چلاؤں گا اور معزز وزیر صاحب سے اس پر بات کروں گا۔ یہ تو بڑے میٹھے، سمارٹ اور بڑے ٹھنڈے انسان ہیں، پتا نہیں آج ان کو کیا ہو گیا؟ میں نے کہا ایک منٹ ان کو بات کرنے دیں۔ ان کے بعد میں آپ کو۔۔

(مداخلت)

[1] *"Words expunged as ordered by the Deputy Chairman."*.

جناب ڈپٹی چیئرمین: پریس بیٹھی ہے، ماشاء اللہ بہت اچھے طریقے سے آپ کو سن بھی لیا ہے، جی وزیر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! میں تھوڑا further explain کر دوں کہ یہ یکم مارچ کے حوالے سے Punjab Wildlife کی طرف سے Chinkara Deer کے شکار کا استغاثہ تھا اور اس میں ان کا warrant تھا جس میں مجھے انہوں نے جو تفصیلات فراہم کی ہیں، یہ ظاہر ہے اب ہم یہاں پر بیٹھے ہیں کیونکہ صوبائی حکومت کا معاملہ ہے، we will take it up with the government of Punjab, وہاں کا Police Department اور وہاں کا Prosecution Department جو ہے وہ complainant department کے ساتھ ہیں .and I will get back with proper report جو تفصیلات میں فوری طور پر لے سکتا تھا اس پر میں نے یہ تسلی کی ہے کہ نمبر ا کہیں ان کی خدانخواستہ illegal detention تو نہیں ہے۔

دوسری کہ مقدمے کی نوعیت کیا ہے، وہ چنکارا ہرن کے شکار کا مقدمہ، پہلے بھی ان پر کئی اور cases ہیں یا نہیں ہیں اور بالکل یہ ہمارے نوٹس میں ہے کہ چولستان میں کافی زیادہ سختی کی گئی ہے۔ اس حوالے سے sparingly action ہوتا ہے لیکن جب اس territorial zone میں جایا جائے تو وہ actions کرتے ہیں۔ یہ چیزیں سامنے رکھتے ہوئے۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: منظور کاکڑ صاحب آپ تشریف رکھیں تاکہ آپ سے بات کر لیں، آپ نے چیزیں اُٹھائیں ہیں اور ایوان سے باہر جا رہے ہیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں تو بات کر کے جاؤں گا، آپ بات کریں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: اس حوالے سے میں with all responsibility I am taking it up with the Provincial Government and I will get back to this Honourable House. وہ ہمارے معزز رکن ہیں، جو قانونی معاونت اور جس طرح کی سہولت ہے وہ بھی میں پنجاب گورنمنٹ سے take-up کرتا ہوں۔ اپنی ذاتی نوعیت میں بھی، capacity میں بھی اور officially بھی ہم ان سے request کرتے ہیں

کہ معاملات کو strictly Law کے مطابق کرکے Law میں جو بھی ممکنہ remedies ہیں وہ ان شاء اللہ العزیز ہم avail کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس سے پہلے کہ اس معاملے پر، جی۔

سینیٹر سید شبلی فراز: آپ نے کہا تھا کہ آپ ruling دیں گے تو ہم آپ کی ruling کے انتظار میں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ مجھے مزید اس بات کا خدشہ ہے کہ وزیر صاحب جو کہ انہی کی پنجاب میں حکومت ہے، ایسا نہیں ہے کہ پنجاب میں کسی اور کی حکومت ہے تو یہ کر سکتے تھے اور ان کو فوراً کرنا چاہیے تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم نے اس House کو عزت دینی ہے، اپنے colleague کو چاہے وہ ادھر کے ہوں یا ادھر کے ہوں، اگر ہم نے ان کو عزت دینی ہے تو ان کو secure کرنا ہے، ان کو ہم نے protect کرنا ہے، ان کی privilege کو ہم نے safe guard کرنا ہے تو ہمیں decisions بھی چاہیے، ہم اس وقت walk out کر رہے ہیں in protest جو عون عباس کے ساتھ ہوا ہے اور ہم انتظار کریں گے آپ کی ruling کا بھی اور اگر وزیر صاحب نے ہمیں کوئی concrete چیز بتائی تو پھر ہم واپس آئیں گے ورنہ ہم walk out کر رہے ہیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ واپس آکر مجھے سنیں گے یا میں ابھی بتا دوں۔ چلیں ٹھیک ہے، میری گزارش ہے گورنمنٹ کے ایک دو ممبران سے کوئی جاکے ان کو ایوان میں واپس لائیں، جب یہ باہر جائیں گے تو واپس لائیں گے۔ منظور کاکڑ صاحب ہمارے honourable اور smart انسان ہیں، میں نے تو صرف ان کو یہ کہا کہ honourable Ali Zafar Sahib کو ٹائم دے دیں اور ایک منٹ کے لیے آپ بیٹھ جائیں، اس پر ایک دم، پتا نہیں جو بھی مسئلہ ہوگا اس کا حل Law Minister کے پاس ہے کیونکہ Federal Cabinet بھی بن گئی ہے۔ بہرحال اپوزیشن اراکین بھی Point of Order پر آج بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں رات کو دو تین چینلز پر دیکھ رہا تھا کہ اپوزیشن پارٹیوں کے تین ممبر کہہ رہے تھے کہ سینیٹ میں ہمیں بالکل بات نہیں کرنے دی جا رہی ہے۔ میں ان talk shows کی بھی بات نہیں کر رہا ہوں، ہم سب نے ایک چیز کا Oath لیا ہوا ہے کہ ہم نے اس House کو Rule of Law کے تحت چلانا ہے، قانون کے تحت چلانا ہے،

کسی کے دباؤ میں نہیں چلانا ہے، کسی کی dictation پر نہیں چلانا ہے، کسی کی ذاتی خواہشات کے مطابق ہم نے نہیں چلانا ہے۔

آپ لوگ باہر جا کر museum میں دیکھ لیں کہ وہاں پر ایک بہت بڑی Leadership تھی، اس میں شہید ذوالفقار علی بھٹو، مولانا شاہ احمد نورانی، میر غوث بخش بزنجو مرحوم اور خان عبدالولی خان مرحوم اس ایوان میں اس طرح کے بڑے نام ہیں مولانا مفتی محمود صاحب جیسے لوگ اس ایوان میں آتے تھے اور یہ بہت بڑا House ہے، House of the Federation ہے۔ اگر ہم ایک دوسرے کے احترام میں، عزت سے یعنی ساتھ والے room میں اس ملک کی بڑی Leadership آئی ہیں، وہاں پر شہید ذوالفقار علی بھٹو، میاں محمد نواز شریف، مولانا فضل الرحمان صاحب، نواب زادہ نصر اللہ خان صاحب میں کن کن کا نام لے لوں خان عبدالولی خان۔ تو ہم نے دیکھا کہ اس وقت بھی اپوزیشن ہوتی تھی، حکومت ہوتی تھی اور بڑی عزت و احترام کے ساتھ ایوان کو چلایا جاتا تھا۔ آج بھی یہ House of the Federation ہے اور سب کا یہ حق ہے کہ یہاں پر بات کریں مگر Rule of Law کے ذریعے ہم بات کریں گے اور اس کو چلائیں گے۔

اگر کسی کو اس بارے میں غلط فہمی ہے، ہمارے ایک معزز رکن عون عباس ہیں، عون عباس صاحب کی طرح یہاں پر ان سب کی اتنی ہی عزت ہے جیسے عون عباس صاحب کی اس ایوان میں عزت ہے۔ جب کوئی نکتہ اٹھایا جاتا ہے، جب ہم اس نکتے پر بات کرتے ہیں، جب اس نکتے پر بات شروع ہوتی ہے، وزیر صاحب کو جواب نہیں دینے دیا جاتا۔ مجھے chair سے بات کرنے نہیں دی جاتی مگر میں بھی ایک سیاسی کارکن ہوں، میرے پیچھے بھی ایک background ہے، میری family کا پورا political struggle ہے۔ میں اس ایوان کو rule of law کے تحت چلاؤں گا۔ قانون کے تحت چلائیں گے، کسی کے دباؤ میں آ کر نہیں چلائیں گے۔[2][***] یہ ایوان قانون کے تحت چلے گا اور باقی سینیٹر عون عباس کے ساتھ ہمارے سب ممبران جن میں خواتین، مرد، اقلیتی اور بڑی پارٹیوں کے جو senior تجربہ کار لوگ House of the Federation

[2] *"Words expunged as ordered by the Deputy Chairman."*.

میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آئی بہرحال آپ منظور احمد کاکڑ صاحب سے تفصیلی بات کریں کیوں کہ منظور کاکڑ صاحب نے۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بتائیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، نہیں، میں خود سنوں گا۔ میں نے کہا جو issues آپ لوگوں کے درمیان ہیں جس میں Cabinet بھی شامل ہے۔

سینیٹر منظور احمد: آپ قانون اور آئین کی بالا دستی کی بات کر رہے تھے، ابھی آپ rules کی بات کر رہے تھے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں نے تو آپ سے یہ بھی کہا کہ آپ اپنی seat پر تشریف رکھیں۔

سینیٹر منظور احمد: مجھے سنیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بتائیں۔

سینیٹر منظور احمد: محسن عزیز صاحب نے یہاں پر کوئی Bill پیش کیا تھا جو بلوچستان اور خیبر پختونخوا سے متعلق تھا۔ اس دن counting بھی ہوئی اور counting میں اپوزیشن والے زیادہ تھے۔ اس دن آپ کا یہ rule کہاں تھا؟ اس دن آپ کا آئین کہاں تھا؟ کاش اس دن بھی اسی آئین اور rule کی بات ہوتی تو پھر مزہ بھی آتا۔ جب آپ کی باری آتی ہے تو پھر آئین بھی ٹھیک ہے اور rule بھی ٹھیک ہے۔ جب Opposition کی بات آتی ہے یا کوئی اور بات آتی ہے تو پھر اس کے مطابق کوئی بات نہیں ہوتی۔ یہ وزارت یا نائب ناظم اعلیٰ کوئٹہ آپ کو پتا تھا، پھر ایم پی اے، پھر وزیر، پھر سینیٹر اور پھر Advisor یہ ہم نے تمام چیزیں دیکھی ہیں۔ ان کے لیے یہ نئی چیز ہوگی جنہوں نے یہ چیز نہیں دیکھی ہوگی۔ جب آپ یہاں پر آئین اور قانون کی بات کرتے ہیں اس وقت آپ کو یہ قانون اور آئین کی چیزیں سامنے آجاتی ہیں۔[3] [***]

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں نے بھی کسی بات کا اشارہ ہاتھ سے دینا ہوتا ہے، آج کے بعد۔۔۔

---

[3] *"Words expunged as ordered by the Deputy Chairman.".*

سینیٹر منظور احمد: دوسری بات۔ میں نے FIRپر بات کرنی تھی کہ جو wild life کے حوالے سے FIR lodgeہوئی تھی۔ پچھلے ادوار میں جب PTIوالے کرتے تھے تو ہم ان کی مخالفت کرتے تھے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مجھے اسی پر بات تو کرنے دو نا۔

سینیٹر منظور احمد: وہی تو رونا شروع کر دیا۔ کتنی غلط بات ہے، اس ایوان کا ایک معزز سینیٹر، آپ اس کی تذلیل کر رہے ہیں۔ میں تو اس حوالے سے بات کر رہا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں ایوان سے دو چیزوں پر رائے لینا چاہتا ہوں، میرے سامنے کچھ لکھا ہوا ہے میں وہ پڑھنا چاہتا ہوں۔

سینیٹر منظور احمد: خدانخواستہ میں کسی اور حوالے سے بات تو نہیں کر رہا تھا۔ کیا کسی سینیٹر کے حق میں بات کرنا بری بات ہے؟ چاہے وہ treasury benchesسے ہو یا وہ Opposition side سے ہو۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ ہم تمام معزز سینیٹر ہیں۔ ہم یہاں پر عزت کے ساتھ آئے ہیں لیکن یہ تو نہیں اگر وہ Oppositionسے ہوگا تو ہم اس کے خلاف کارروائیاں کریں گے۔ ہم ان کے خلاف سیاسی کارروائی کر رہے ہیں جناب چیئرمین! یہ مناسب بات نہیں ہے۔ ہمارے بھائی ہیں ہم خود حکومت میں ہیں لیکن حکومت کا یہ رویہ ٹھیک نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں نے اپنے ہاتھ زبردستی نیچے رکھے ہوئے ہیں کیوں کہ آپ نے کہا آپ ہاتھ نہیں اٹھائیں۔

سینیٹر منظور احمد: آپ کی مہربانی ہوگی، آپ کی مہربانی ہے۔ اگر آپ ہاتھ نیچے رکھیں گے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بات سنیں۔ زبان سے میرا روزہ ہے اور آپ نے میرے ہاتھ باندھ دیے ہیں۔

سینیٹر منظور احمد: اگر آپ ہاتھ نیچے رکھیں گے تو میں گھٹنوں پر رکھوں گا۔ اگر آپ کے ہاتھ نیچے ہوں گے تو ہم آپ سے ہاتھ جوڑ کر بات کریں گے، ایسا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں نے کہا میرا منہ سے روزہ ہے اور ہاتھ بندھے ہوئے ہیں تو پھر میں کیسے ایوان چلاؤں گا؟ ایوان تو ان دونوں چیزوں سے چلتا ہے۔

سینیٹر منظور احمد: جناب والا! آپ جتنا بول سکتے ہیں بولیں کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن دیکھیں یہ ایوان سب کے لیے برابر ہے۔ اس ایوان میں اگر آج عون یہی نہیں ہے تو کل ہم میں سے کوئی اور ہوگا۔ یہ دن سب پر آئیں گے لیکن خدا کے لیے ایسا نہ کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں نے اپنی زندگی میں۔۔۔

سینیٹر منظور سینیٹر احمد: انتقام یا سیاسی کارروائی نہیں ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بالکل Rule of Law کے تحت چلیں گے۔

سینیٹر منظور احمد: جناب والا! ایسے بھی لوگ ہوں گے جو اس سے زیادہ بڑے گناہوں میں ملوث ہوں گے لیکن ان کی طرف کوئی بھی نہیں دیکھے گا۔ سندھ میں آج کل جو بچوں کے ساتھ ہو رہا ہے، اس کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے؟ وہاں پر DSP نے دن دہاڑے لوگوں کو اغوا کیا تھا وہ case کہاں چلا گیا؟ موٹر سائیکل پر میاں بیوی جو بھی بیٹھے ہوئے تھے ان کو گاڑی کے نیچے روندا گیا وہ خاتون آج باہر گھوم رہی ہے۔ کیا یہ قانون ہے؟ اگر ہے تو یہ قانون سب کے لیے ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کاکڑ صاحب! میرے لیے ساری جماعتیں، سارے ممبران برابر ہیں۔

سینیٹر منظور احمد: بلوچستان کے جو حالات ہیں وہ ہمارے سامنے ہیں اور خیبر پختونخوا کے جو حالات ہیں وہ بھی ہمارے سامنے ہیں۔ ہمیں ان مسئلوں پر بات کرنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ دیکھیں پورا گھنٹہ جس پر میں بات۔۔۔

سینیٹر منظور احمد: جناب والا! میں اسی پر آ رہا ہوں۔ بلوچستان کے حالات ہمارے سامنے ہیں اور خیبر پختونخوا کے حالات ہمارے سامنے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں آپ سب سے ایک منٹ لوں گا۔ سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب اور کچھ معزز ممبران نے رات کو TV talk shows میں بیٹھ کر کہا، میں وہ الفاظ نہیں بتا سکتا، بہت مشکل بات تھی بڑی زبردستی اور اس طرح کی چیزیں تھیں۔ اب میں تو عون عباس صاحب پر special بات کروں گا۔

دوسرا اگر آپ ان مسئلوں پر بات کرنا چاہتے ہیں تو آخر میں ہم کوئی وقت دیکھیں گے، اس پر آخر میں بات کریں گے اور میری commitment ہے ہم بات کریں گے مگر ابھی اس مسئلے پر آپ کی طرف سے Leader of the Opposition بولیں، علی ظفر صاحب بولیں، اس پر

منظور کاکڑ صاحب بولیں۔ Business میں تین چار items ہیں، اس کو چلائیں پھر اس پر کھل کر بات کریں گے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میری یہ رائے ہے، آخر میں خصوصی طور پر point of order پر بات ہو۔ بلوچستان اور خیبر پختونخوا پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ جی سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان صاحبہ۔

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: جناب چیئرمین! میری گزارش ہے۔ خیبر پختونخوا میں اور بلوچستان میں دہشت گردی کے واقعات ہوئے ہیں، اس پر ہماری۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جان محمد بلیدی صاحب میں چاہ رہا ہوں کہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے تمام مسئلوں پر بات کی جائے اور ان کے لیے دعائے خیر کی جائے۔

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: جناب والا! آج ہم نمبر دو پر آئے ہیں۔ ہم دعا تو کریں گے ہماری دعا کون کرے گا؟ آخر وہ یہاں پر بھی آگئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی پہلے دعا کریں۔

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: ہم صرف دعا کے لیے رہ گئے ہیں؟

Fateha

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں دعا تو کریں۔ بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں عام لوگ اور forces کے اہلکار جو شہید ہوئے ہیں ان کے لیے دعا کریں۔ جی شہادت اعوان صاحب آپ دعا کروائیں۔

(اس موقع پر ایوان میں دعا کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں عون عباس کے معاملے پر office کو special ہدایت۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرا یہ کہنا ہے کہ جو ہمارے honourable member ہیں، میں ان کے بارے میں۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی آپ بات کرلیں لیکن اس House کے business کو ہم نے چلانا ہے۔

Point of public Importance raised by Senator Syed Masroor Ahsan regarding workers/labourers and incident of self-immolation of a trade union leader at Lahore High Court premises

سینیٹر سید مسرور احسن: جی آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں آج اس ایوان کی توجہ اس ملک میں محکوموں، مجبوروں، مظلوموں، مزدوروں اور کسانوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے، اس کے طرف دلانا چاہتا ہوں اور میں اس کی ایک مثال دینا چاہتا ہوں۔ اب سے چار روز قبل لاہور ہائی کورٹ کے سامنے ایک مزدور نے، جس کا جرم یہ تھا کہ اس نے اپنی کمپنی میں یونین بنائی تھی اور اس یونین بنانے کے جرم کی پاداش میں اس کو ادارے نے نکال دیا تھا۔ اس پر اس مزدور راہ نما نے کورٹ میں appeal دائر کی جس پر کورٹ نے یہ کہا کہ اس کو بحال کیا جائے اور اس کے واجبات ادا کیے جائیں۔ وہ تین چھوٹی چھوٹی بچیوں اور ایک چھوٹے بچے کا باپ، جو کہ مزدور تھا، جو کہ مجبور تھا، جو کہ مظلوم تھا، جو پانچ سال تک عدالتوں کے چکر لگاتا رہا لیکن اس کو انصاف نہیں ملا۔ بالاخر اس نے تنگ آکر عدالت کے کمرے کے باہر اپنے آپ پر پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی۔

کیا یہ ایوان ان مزدوروں کی بھی بات کرنا چاہتا ہے کہ نہیں۔ ہم صرف اپنی بات کرتے ہیں، ہم صرف اپنے مفادات کی بات کرتے ہیں۔ تین ہزار مزدور Utility Stores سے نکال دیے گئے، ان کا کوئی پوچھنے والا ہے کہ نہیں۔ سولہ سو مزدور Steel Mill سے نکال دیے گئے، ان کا کوئی پوچھنے والا ہے کہ نہیں۔ ہم تو روز یہ سنتے ہیں کہ ملک ترقی کر رہا ہے، مہنگائی کی شرح پتا نہیں کیا ہو گئی ہے اور اب سب کچھ ٹھیک ہو رہا ہے لیکن میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ ایک طرف یہ ملک رہے گا، یہ مزدور، کسان اور عوام رہیں گے تو یہ ملک بھی ترقی کرے گا۔ انہی کی بدولت ملک ترقی کرتا ہے۔

ٹھیک ہے، ساری باتیں آپ کریں لیکن ان مزدوروں اور محکوموں کو کون دیکھے گا۔ اس طرف بھی کوئی توجہ دلائے گا کہ نہیں۔ تو میں آپ کے توسط سے صرف یہ توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ ہمارے حکمران اس طرف بھی متوجہ ہوں کہ اس ملک میں مزدوروں کے ساتھ

downsizing and rightsizing کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے اس کو دیکھا جائے۔ ایک طرف تو OGRA کا مسرور خان اپنی تنخواہ خود سے ہی بیس لاکھ کر دیتا ہے ، وہ اپنا special allowance بھی خود ہی بڑھا دیتا ہے اور دوسری طرف مزدوروں کو نکالا جاتا ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی شکریہ۔ ایک تو opposition کی طرف سے میں نے آپ کو بار بار کہا ہے کہ ہمارے لیے تمام ممبران قابل احترام ہیں اور میں نے اِس حوالے سے office سے بھی کچھ چیزیں مانگی ہیں، میں اس پر بات کرکے جاؤں گا اور میری گزارش یہ ہے آخر میں آپ تمام اگر Point of Order پر بات کرنا چاہتے ہیں تو اس پر ہم آدھا، پونا یا ایک گھنٹہ بات کریں گے مگر پہلے ہم Order No.03 لے لیں۔ سینیٹر فاروق حامد نائیک صاحب، چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے قانون وانصاف Order No.03 پیش کریں۔ جی سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان صاحبہ آپ ان کے behalf پر پیش کریں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر جان محمد بلیدی صاحب، ہم بات کریں گے اس پر۔ میں اس پر بات کرکے جاؤں گا۔ جی سینیٹر انوشہ صاحبہ۔

Presentation of Report of the Standing Committee on Law and Justice on [The Constitution (Amendment) Bill, 2024] (Amendment of Article 106)

Senator Anusha Rahman Ahmad Khan: I, on behalf of Senator Farooq Hamid Naek, Chairman, Standing Committee on Law and Justice, present report of the Committee on a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2024] (Amendment of Article 106), introduced by Senators Manzoor Ahmed and Danesh Kumar on 1st January 2024.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ جی Order No.04. سینیٹر عبدالشکور خان، چیئرمین فنکشنل کمیٹی برائے حکومتی یقین دہانیاں order No.04 پیش کریں۔

(اس موقع پر اپوزیشن اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

Presentation of Report of the Functional Committee on Government Assurances on a question asked by Senator Mushtaq Ahmed, regarding the missing file of House No. 622, Street No. 99, Sector I-10/4, Islamabad

سینیٹر عبدالشکور خان: میں سینیٹر عبدالشکور خان، چیئرمین فنکشنل کمیٹی برائے حکومتی یقین دہانیاں، سینیٹر مشتاق احمد کی جانب سے، 7 اپریل 2023 کو منعقد ہونے والے سینیٹ اجلاس میں پوچھے گئے سوال، جو سیکٹر آئی ٹین فور، اسلام آباد میں مکان نمبر 622، سٹریٹ نمبر 99 کی گمشدہ فائل سے متعلق ہے، کے جواب میں وزیر برائے داخلہ کی جانب سے دی گئی یقین دہانی پر کمیٹی کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔ چیئرمین صاحب! میں نے اس بارے میں کچھ گزارشات پیش کرنی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی کرلیں لیکن مختصراً کریں کیونکہ روزہ بھی ہے اور نماز کا بھی وقت ہوا چاہتا ہے۔

سینیٹر عبدالشکور خان: جی میں مختصر بات کروں گا۔ اس بارے میں سینیٹر مشتاق احمد صاحب نے جو سوال کیا تھا اس بارے میں وزیر داخلہ صاحب نے جو یقین دہانی کرائی ہے اس بارے میں ہماری کمیٹی نے پانچ مرتبہ۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس سے پہلے کہ آپ اس پر مزید بات کریں، میری حکومت کی طرف سے سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان اور سینیٹر سلیم مانڈوی والا سے گزارش ہے کہ جا کر اپوزیشن اراکین کو منائیں کہ اس پر ہم آخر میں بات کریں گے۔ جی سینیٹر عبدالشکور خان آپ اپنی بات مکمل کریں۔

سینیٹر عبدالشکور خان: جناب چیئرمین، یہ موضوع پانچ اجلاسوں میں ہمارے agenda کا حصہ رہا اور CDA مسلسل بہانے بناتا رہا۔ اس ضمن میں وزیر داخلہ کی جانب سے جو یقین دہانی کرائی گئی تھی اس پر بالکل بھی عمل درآمد نہیں ہوا۔ تو میری آپ سے درخواست ہے کہ اس کو Privileges Committee میں بھیجا جائے تاکہ اس پر آگے مزید کارروائی ہو سکے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بہت شکریہ۔ رپورٹ پیش کر دی گئی ہے اور office کو ہدایت دی جاتی ہے کہ جس طرح honourable Senator صاحب کی demand ہے، اس کو

اُسی کمیٹی میں بھجوا دیں۔ .Order No.05 سینیٹر عبدالشکور خان، چیئرمین فنکشنل کمیٹی برائے حکومتی یقین دہانیاں Order No.05 پیش کریں۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر سنائی دی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جَلَّ جلالہُ۔ جی سینیٹر عبدالشکور خان، آپ Order No.05 پیش کریں۔

Presentation of report of the Functional Committee on Government Assurances, regarding Solarisation of Tube wells in Balochistan

سینیٹر عبدالشکور خان: میں چیئرمین، فنکشنل کمیٹی برائے حکومتی یقین دہانیاں، سینیٹر منظور احمد صاحب کی جانب سے مورخہ 4 جولائی 2024 کو منعقد ہونے والے سینیٹ اجلاس میں پوچھے گئے سوال، جو بلوچستان میں زرعی ٹیوب ویلوں کی سولرائیزیشن سے متعلق ہے، کے جواب میں وزیر برائے بجلی کی جانب سے دی گئی یقین دہانی پر کمیٹی کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ آپ کا شکریہ۔

(رپورٹ پیش کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان صاحبہ، چیئرپرسن، قائمہ کمیٹی برائے تجارت آرڈر نمبر 6 پیش کریں۔

Presentation of report of the Standing Committee on Commerce, regarding decline in textile exports of the country during the Financial Year 2023-2024.

Senator Anusha Rahman Ahmad Khan: I, Chairperson, Standing Committee on Commerce, present report of the Committee on the subject matter of Starred Question No. 90, asked by Senator Zeeshan Khan Zada, on 10th September, 2024, regarding decline in textile exports of the country during the Financial Year 2023-2024.

جناب ڈپٹی چیئرمین: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

(رپورٹ پیش کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آرڈر وزیر انچارج برائے کابینہ ڈویژن ہے۔ وزیر برائے قانون آپ آرڈر نمبر 7 پیش کریں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: یہ Bill کمیٹی سے unanimously ہو کر آیا ہے اور اس میں ایک word ہے کہ Federal Government has been replaced by Prime Minister. یہ جو تقرری اور تبادلے کا کوئی معاملہ تھا تو سارے معاملات کابینہ میں بار بار آتے تھے۔

Consideration and Passage of [The Special Technology Zones Authority (Amendment) Bill, 2025]

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, I move that the Bill to amend the Special Technology Zones Authority Act, 2021 [The Special Technology Zones Authority (Amendment) Bill, 2025], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس Bill کی کہیں سے مخالفت تو نہیں ہے؟ اب میں اس تحریک کو ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(The motion was carried)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے۔ Seconding reading of the Bill, شق 2 میں کوئی ترمیم نہیں ہے۔ لہٰذا، یہ ترمیم ایوان کے سامنے رکھتا ہوں، سوال یہ ہے کہ شق نمبر 2 کو Bill کا حصہ بنایا جائے۔

(The motion was carried)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شق نمبر 2 کو Bill کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ شق 1، بل کا ابتدائیہ اور عنوان ہے، اب ہم بل کا ابتدائیہ اور عنوان لیتے ہیں، سوال یہ ہے کہ شق 1 ابتدائیہ اور عنوان بل کا حصہ بنایا جائے۔

(The motion was carried)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شق 1، ابتدائیہ اور عنوان بل کا حصہ بنایا جاتا ہے۔آرڈر نمبر 8 وزیر انچارج برائے کابینہ ڈویژن کا ہے، سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب! آپ ان کی جانب سے آرڈر نمبر 8 پیش کریں۔

Senator Azam Nazeer Tarar: I wish to move that the Bill to amend the Special Technology Zones Authority Act, 2021 [The Special Technology Zones Authority (Amendment) Bill, 2025], be passed.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(The motion was carried)

جناب ڈپٹی چیئرمین: بل منظور کیا جاتا ہے۔ آرڈر نمبر 9 ہے، ہمارے پاس اس کو defer کی request آئی ہوئی ہے۔

Senator Azam Nazeer Tarar: I move that the Bill further to amend the Civil Courts Ordinance, 1962 [The Civil Courts (Amendment) Bill, 2025], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once.

جناب! میری یہ استدعا ہو گی کہ that matter may be referred to the Committee اس کو قائمہ کمیٹی کو بھیج دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بل متعلقہ قائمہ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔آرڈر نمبر 11 ہے۔

Senator Azam Nazeer Tarar: On behalf of Minister for Interior, I move that the Bill further to amend the Pakistan Coast Guards Act, 1973 [The Pakistan Coast Guards (Amendment) Bill, 2025], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once.

جناب! میری یہ استدعا ہو گی کہ

the matter may be referred to Standing Committee concerned.

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ بل بھی متعلقہ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا۔ آرڈر نمبر 13 ہے، یہ توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔ یہ سینیٹر سرمد صاحب کا توجہ مبذول کرانے کا نوٹس ہے، آپ براہ مہربانی معاملہ اٹھائیں۔

<u>Calling attention notice moved by Senator Sarmad Ali, regarding the alarming increase in HIV cases in the country</u>

سینیٹر سرمد علی: جناب! آپ کا شکریہ۔ میں وفاقی وزیر برائے قومی صحت کی توجہ ملک میں HIV کی بڑھتی ہوئی شرح کی جانب مبذول کرانا چاہوں گا کیونکہ پاکستان میں صحت کے شعبے میں کارکردگی کافی حد تک ناقص ہے اور عمومی طور پر مایوس کن ہے۔ دیکھا جائے تو ہم پاکستان اور افغانستان شامل ہے، ان دو ممالک میں پولیو وائرس موجود ہے۔ ہماری 25% adults population diabetes میں مبتلا ہے۔ اسی طرح دیکھا جائے تو we have highest burden of hepatitis-C in the world. آپ HIV کے حوالے سے دیکھیں تو we rank second in terms of sharpest rise in Asia. جناب! پاکستان میں HIV کے مثبت cases میں تشویش ناک حد تک اضافہ ہوا ہے، اگر ہم 2024 کی بات کریں تو 2024 میں HIV cases 13000 کے report ہوئے ہیں۔ HIV disease burden is becoming bigger day by day and we are adding almost 1000 cases every month, ہم ہر مہینے تقریباً 1100 cases HIV positive add کر رہے ہیں، یہ تعداد actual تعداد سے کہیں کم ہے جو actual تعداد ہے۔ اس لیے ہے کہ بہت سارے لوگوں کو پتا ہی نہیں ہے کہ HIV کیا ہے، نہ وہ اس کے test کراتے ہیں، نہ ان کو اس کی آگاہی ہے اور نہ ہی testing facilities موجود ہیں کہ وہ جا کر اس کا test کرا سکیں۔

(اس موقع پر سینیٹر سید شبلی فراز ایوان میں واپس آ گئے)

سینیٹر سرمد علی: جناب! دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ایک social stigma بھی ہے جس کی وجہ سے لوگ بات کرتے اور بتاتے ہوئے بھی گھبراتے ہیں، اگر ان کے tests positive آئے تو اس لیے وہ اس کی بات ہی نہیں کرنا چاہتے کیونکہ social stigma اس سے جڑا ہوا ہے۔

پاکستان میں HIV ایک epidemic کی صورت اختیار کرتا جارہا ہے اور خطرے کی یہ بات ہے کہ HIV کی high risk population ہے۔ جیسے unsafe sexual practices میں ملوث لوگ ہیں یا female sex workers ہیں یا injectable drug users ہیں، اس high risk population سے general public میں اس کا spill over ہو رہا۔ پاکستان میں اب تک تقریباً 360000 cases report ہو چکے ہیں جو اصل لمحہ فکریہ ہے کہ اس میں بچے بھی شامل ہیں۔ تقریباً 4000 سے لے کر 5000 تک بچوں کے cases ہیں جن کا HIV positive آیا ہے۔

جناب! اگر گزشتہ 6 سالوں کا جائزہ لیں تو HIV کی 4 major outbreak ہو چکی ہیں، اگر گزشتہ 9 سالوں میں دیکھا جائے تو HIV cases میں 75% اضافہ ہوا ہے۔ UN کا ادارہ جو AIDS and HIV کے حوالے سے کام کرتا ہے، اس نے ہماری صورت حال کے بارے میں کہا ہے کہ پاکستان کے لیے ایک major cause of concern ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ پاکستان ان چند ایشیائی ممالک میں شامل ہے جس میں HIV cases میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور اب Pakistan has moved from lower prevalence risk State to a concentrated epidemic State. یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حکومت اس سلسلے میں کیا کر رہی ہے کہ حکومت کا جو National AIDS Control programme ہے، وہ ناکام ہو گیا ہے یا ineffective ہے، ورنہ پاکستان میں AIDS epidemic کی شکل نہ اختیار کرتی۔ کیا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستانیوں یا مسلمانوں کو AIDS نہیں ہو سکتی یا شاید ہماری آبادی قدرتی طور پر اس سے محفوظ ہے یا ہماری حالت اس کبوتر کی طرح ہے جو بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر رہا ہے۔

جناب! اگر ہم نے اس وقت corrective measures نہ لئے تو یہ disease burden مزید بڑھتا چلا جائے گا۔ ہمیں اس کے لیے testing capacity کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے اور شاید stigma اور خوف سے بچنے کے لیے ہمیں HIV services کو general health care system میں integrate کرنے کی ضرورت ہے۔ اس وقت پورے ملک میں صرف Anti-retro Viral Treatment Centres جو مفت

علاج فراہم کرتے ہیں، وہ پورے ملک میں صرف 95 centres ہیں۔ آپ دیکھیں کہ جہاں پر تقریباً 360000 cases آج تک report ہو چکے ہیں، ان کے لیے صرف 95 centres ہیں جو مریضوں کو مفت علاج provide کرتے ہیں۔ ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ HIV literacy create کرنے کے لیے public awareness create کریں تاکہ جو ایک معاشرتی stigma ہے اس کو ہم effectively address کر سکیں۔ اس کے لیے innovative sustainable intervention کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ religious scholars اور social leaders کا اس حوالے سے کردار بہت اہم ہے۔ ان کو اس کے اوپر بات کرنی چاہیے۔ حکومت کو چاہیے ان کو اس میں engage کریں اور ان کے ذریعے کوشش کریں کہ ایک message communicate کیا جائے اور HIV Literacy کو اس ملک میں effectively لانے کے لیے کوشش کریں۔ اس سلسلے میں سوال پوچھنا چاہوں گا کہ کیا حکومت کوئی کام کر رہی ہے؟ کیا 95 centres کو بڑھانے کے لیے حکومت کا کوئی plan ہے؟ یا general health services کے اندر integrate کرنے کا کوئی plan ہے یا نہیں؟ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: فاضل رکن نے ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے۔ بالکل جی، حکومت کی اس پر پوری توجہ ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے۔ اسی وجہ سے اگر آپ statistics دیکھیں تو ملک بھر میں antiretroviral therapy (ART) کے 2020 میں 49 centres تھے، تو بتدریج انہیں بڑھا کر 2024 ختم ہونے تک ان مراکز کی تعداد 49 سے بڑھ کر 94 تک ہو چکی ہے۔ ان centres پر مفت testing اور تاحیات مفت علاج معالجے کی سہولت موجود ہے۔ یہ بات درست ہے کہ cases میں اضافے کے ساتھ ساتھ ان مراکز میں اضافے کی بھی ضرورت ہے کیونکہ تشخیص کے علاوہ جو registered patients ہیں under treatment ان کی تعداد 74619 ہے۔ 75000 لوگوں کے لیے تقریباً

100 مراکز جو ہیں 750 لوگوں پر ایک مرکز ہے یہ نمبر اتنا شاید غیر مناسب نہیں ہے لیکن اس میں بھی اضافہ ہو جائے یہ اور بڑی بات ہے۔

البتہ screening and testing service آپ نے درست فرمایا اس کی capacity بڑھانے کی ضرورت ہے اور وہ زیادہ فعال strategy ہو گئی کیونکہ جو بر وقت تشخیص ہے وہی مرض کو قابو پانے کے لیے کام آتی ہے۔ اب پہلے کی نسبت with the passage of time, the treatment diagnoses and remedy for combating this menace have gradually improved to great extent آج سے بیس سال پہلے جو خوف تھا اس میں بتدریج کمی آئی ہے۔ جی بالکل آپ نے کہا اس کے لیے awareness یا جو مذہبی سکالرز ہیں ان کو کیا گیا ہے۔ اس کے لیے opioid diagnostic maintenance therapy (OMT) کہتے ہیں وہ بھی services مہیا کرتی ہے اور بیماری سے بچاؤ کے شعور کے لیے اور اس کے علاج کی سہولتوں کے لیے اور کون سے عوامل ہیں جن سے دور رہنے کی ضرورت ہے اس کے لیے بھی جو ہمارے مذہبی سکالرز ہیں ان کو involves کر کے workshops کا اہتمام کیا گیا اور جو preventive package ہے جسے ہم preservation package کا نام دیتے ہیں اس کے لیے جو ضروری چیزیں ہیں including the condoms and the other medicines ان کے فروغ کے لیے بھی حکومتی centres میں کوششیں جاری ہیں۔ یہ ایک uphill task ہے ظاہر ہے اس طرح کی بیماریوں کو ساری دنیا نے اس challenge کو قبول کیا ہوا ہے۔

حکومت پاکستان میں بھی جو ہمارے partners ہیں اس میں foreign aid agencies بھی ہیں جو کہ noble cause کے لیے ہماری مدد کر رہی ہیں پوری جاں فشانی کے ساتھ، سنجیدگی کے ساتھ اس پر کام ہو رہا ہے اور اسی کی وجہ ہے جیسے میں نے عرض کیا جو screening علاج معالجے کے لیے centres ہیں ان کی تعداد پچھلے چار سال میں بتدریج 49 سے بڑھ کر 94 ہو گئی ہے۔ آپ نے مزید جو تجاویز دیں ہیں ان کے سینیئر نمائندے یہاں پر لابی میں موجود ہیں انہوں نے نوٹ کیا ہے، میں بھی یہ معاملہ Secretary, Health کے ساتھ take-up کروں گا۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: Order No.14 defer ہو گیا ہے۔ سینیٹر عون عباس صاحب کے آفس کی طرف سے صبح request بھی موصول ہوئی ہے۔ اس سے پہلے کہ ایوان کی کارروائی کو آگے بڑھایا جائے میری طرف سے وزیر قانون صاحب کے لیے اور اپنے آفس کے لیے بہت سختی سے آرڈر ہے کہ سینیٹر عون عباس صاحب ہمارے ایوان کے معزز رکن ہیں، ان کی گرفتاری کے معاملے کے اوپر آپ جتنی جلدی ہو سکے ایک مفصل رپورٹ پیش کریں تاکہ ایوان کی کارروائی کو آگے بڑھائیں اور ان کی پارٹی اور اپوزیشن والے مطمئن ہوں۔

Senator Azam Nazeer Tarar: I am engaged with the provincial government; I will come with some good news.

ابھی میں بیٹھا ہوں آپ ہمارے بھائی ہیں۔ سینیٹر عون عباس صاحب بھی ہمارا بھائی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میری گزارش یہ ہے کہ ایوان کے معاملات کو چلانے کے لیے Leader of the House, Leader of the Opposition اور باقی جو متعلقہ پارٹیوں کے پارلیمانی لیڈرز ہیں وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ سر جوڑ کر بیٹھ جائیں تاکہ ایوان کو عزت اور وقار کے ساتھ چلایا جائے۔ میں نے وزیر قانون صاحب اور آفس کو سختی سے ہدایات کی ہے کہ وہ آپ کو ایک مفصل رپورٹ سینیٹر عون عباس صاحب کے حوالے سے آج ان کے ساتھ بیٹھ کر آپ دے دیں۔ جی، سینیٹر شیری رحمان صاحبہ۔

Point of Public Importance raised by Senator Sherry Rehman regarding the prevailing law and order situation in the country and the rise of terrorism

سینیٹر شیری رحمان: شکریہ جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب! بہت عرصہ گزر گیا ہم نے important issues پر بھی بات نہیں کی خاص طور پر آج سینیٹ کا اجلاس شروع ہوا ہے۔ ایک تو ہم سب آپ کی ruling کو welcome کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ میں آپ کی توجہ کچھ issues پر مبذول کرانا چاہتی ہوں جو میں سمجھتی ہوں کہ پاکستان کے لیے بڑے تشویش ناک مسئلے ہیں۔۔

Mr. Deputy Chairman: Order in the House, please.

سینیٹر شیری رحمان صاحبہ بات کریں گی

سینیٹر شیری رحمان: جناب چیئرمین! دہشت گردی کے حوالے سے ہمارے لیے خطرے کی گھنٹی بج رہی ہے۔ آپ آج کی اخبار کھولیں تو front page پر بنوں attack کے حوالے سے تشویش ناک خبر ہے جس پر پورا ملک سوال اٹھارہا ہے کہ ہمارے لیے یہ بات اتنی آگے تک ہوتی چلی جارہی ہے اس کے نیچے clashes with the Afghan forces لکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، گھنٹیاں بجائیں تاکہ دونوں طرف سے لوگ ایوان میں تشریف لائیں۔

سینیٹر شیری رحمان: جی، آجائیں گے۔ ایک تو افغانستان کے حوالے سے بھی اور ملک میں دہشت گردی کا گراف تشویش ناک طرح سے بڑھتا چلا جارہا ہے۔ جناب چیئرمین! اس حوالے سے میں سمجھتی ہوں کہ ایوان میں کوئی سیر حاصل گفتگو اور briefing بھی ہونی چاہیے۔ ہمارے ممبرز صبح سے منتظر ہیں کہ وہ ٹھوس مسائل جو ہمیں ground پر اور internationally چاہیں وہ ملک میں ہوں، ملک کے باہر بھی ہوں، ہمیں disturb کر رہے ہیں۔ آج آپ دیکھئے global terrorism index نکلا ہے اس میں پاکستان کی position 2nd آئی ہے۔ یہ بہت ہی خطرناک بات ہے اور ہمارے لیے اس لیے تشویش کا بھی خاص باعث ہے کہ پاکستان نے دہشت گردی کے حوالے سے ایک طویل جنگ لڑی ہے، 80 ہزار سے 90 ہزار تو صرف ہمارے civilians اور فوجی جتنے بھی محاذوں پر کھڑے تھے شہید ہوئے ہیں۔ پاکستان نے اس سے کہیں زیادہ شہادتیں اٹھائی ہیں، یہ numbers بہت پیچھے رہ چکے ہیں۔ ایک ایسا دور گزرا ہے جب کوئی دن نہیں گزرتا تھا کہ آپ TV دو گھنٹے کے بعد on کریں اور کوئی نہ کوئی یہاں پر attack ہوا ہوتا تھا۔ اب یہ ناسور پھر سے اٹھتا چلا جارہا ہے، خیبر پختونخوا، بلوچستان کے دوستوں نے بار بار اس بات کو اٹھایا ہے، ہم دعا کرکے اس بات کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہاں پر سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان صاحبہ نے بھی بات کہی تو میں سمجھتی ہوں کہ دعا کے آگے بھی ہمیں اپنی دوا کرنی ہوگی اور دوا کے لیے ہمیں ایک سیر حاصل گفتگو کرنی ہوگی۔ اس ایوان کو فعال بنانا ہوگا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بالکل، بالکل. I agree

سینیٹر شیری رحمان: جناب چیئرمین! اس پر آپ ایک اجلاس schedule کر لیں۔ دوسرا، ہمیں global terrorism index کی position 2nd پر نہیں ہونا چاہیے۔ ہم

نے القاعدہ کو پاکستان سے اور South Asia سے خالی کیا تھا اور اس کا credit بھی پاکستان کو نہیں ملتا تھا۔ اب صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ داعش جیسے ادارے کی وجہ سے آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس کا پھیلاؤ، افغانستان میں کل رپورٹ آئی ہے کہ ایک سال میں 40% پھیل گیا ہے آپ اس کی زد میں آ رہے ہیں۔ ہمارے دونوں border provinces پر اس طرح کے incidents ہو چکے ہیں، اب بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ دیکھیں ہماری اپنی constituencies کے issues ہوتے ہیں، وہ یہاں تک مشکل سے پہنچتے ہیں، مگر یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے، یہ ہماری survival کا مسئلہ ہے، یہ ہماری بقا کا بھی مسئلہ ہے۔ ہم investments and economy کی بات کر رہے ہیں تو وہ کیسے مکمل ہوں گے۔ اس میں کس طرح سے بڑھوتی ہو گی اگر دہشت گردی کے حوالے سے دوبارہ سے اس طرح کے حالات پیدا ہوئے۔ یہ ہم سب کا concern ہے، ہم سب کی ذمہ داری ہے اور ہم سب نے اس issue کو اٹھانا ہے۔

میری آپ سے گزارش ہے کہ نہ صرف آپ متعلقہ officials سے اس ایوان میں briefing کروالیں مگر ایک دن بھی مختص کر دیں جب اس پر debate ہو سکے۔ تمام اراکین اس پر اپنے views لے آئیں اور ہم اس House سے ایک joint resolution نکالیں، اس کی condemnation ضروری ہے لیکن اس کے راستے نکالنے بھی ضروری ہیں، ہم law makers ہیں، اگر آپ چاہیں تو in camera briefing کروالیں لیکن یہ ہونا ضروری ہے، ایسے نہ ہو کہ ہم ان معاملات کو دیکھتے رہ جائیں اور ہم سے لوگ پوچھیں کہ آپ یہاں پر صرف اپنی مراعات discuss کرنے اور اس پر vote کرنے آتے ہیں۔ نہیں، ہمیں ان issues پر فیصلے بھی کرنے ہیں، ذہن سازی بھی کرنی ہے کہ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ ہمیں اب ہر صوبے میں اس کی شکل نظر آتی جا رہی ہے، یہ ہمارے لیے بہت ہی اہم مسئلہ ہے اور میں دیکھ رہی ہوں کہ ہم نے آج بھی بنوں کے شہداء کے لیے دعا کی۔ بس ابھی دعا کے بعد اس پر ہم نے نہ صرف briefing لینی ہے، debate کرنی ہے اور resolution لانی ہے، ان تین steps کی میں آپ سے گزارش کروں گی کہ اس ایوان کو فعال بنائیں، اراکین کی حاضری بھی یقینی بنائیں اور اس issue کو ہم قومی اسمبلی کے ساتھ joint sitting میں بھی کر سکتے ہیں۔ I leave this to Deputy

Chairman to discussآپ اپنے چیئرمین سے بھیdiscuss کرلیں مگر یہ ہمارے لیے اہمیت کا متحمل ہےاورagendaپر ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت شکریہ۔ سینیٹر سرمد علی صاحب، آپ کچھ کہنا چاہتے تھے؟

سینیٹر سرمد علی: جناب چیئرمین! منسٹر صاحب چلے گئے ہیں، ان سے بات کرنا چاہ رہا تھا، میں اسی حوالے سے بات کرنا چاہ رہا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں نے کہا کہ اپوزیشن کی طرف سے ان چیزوں پر بات کرنے کے لیے boycott ہے، میں نے commitment بھی کی تھی اور ان کا حق بھی ہے۔ جی دنیش کمار صاحب۔

Point of Public Importance raised by Senator Danesh Kumar regarding inflation in the Holy month of Ramadan

سینیٹر دنیش کمار: بہت بہت شکریہ، جناب چیئرمین! آج محترمہ شیری رحمان صاحبہ نے بھی بڑی اچھی باتیں کیں اور واقعی بطور Parliamentarian ہمیں بھی اسے دیکھنا چاہیے۔ جناب عالیٰ! میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ کہاں گئے جو بلوچستان، خیبر پختونخوا، point of order and public importanceپر بات کر رہے تھے، وہ کہاں گئے، آپ ذراpleaseانہیں بلالیں۔ شیری رحمان صاحبہ آپ جائیں۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب میں آج جس point of public importance پر بات کرنا چاہ رہا ہوں وہ بہت اہم ہے اور جناب میں چاہوں گا کہ آپ اس پر کوئی ruling بھی دیں تاکہ لوگوں کوreliefمل سکے۔

جناب عالیٰ! جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے کہ رمضان شریف کا مقدس مہینہ چل رہا ہے مگر مجھے بہت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جیسے ہی یہ ماہ مقدس شروع ہوا ہے یہاں پاکستان میں منافع خوروں اور ذخیرہ اندوزوں نے حسب روایت اپنے بھائیوں کے لیے چھریاں تیز کرلی ہیں۔ میں کل ہی مارکیٹ گیا تھا، جو سستے بازار لگے ہوئے ہیں، رمضان شریف سے پہلے کیلا دو سو روپے

درجن تھا، آج ساڑھے تین سو روپے درجن مل رہا ہے۔ اسی طرح سے سیب کی جو قیمت تین سو روپے تھی اب وہ چار سو روپوں میں مل رہا ہے، ماشاء اللہ سے آپ کے سیب کے باغات ہیں۔ مرغی کا گوشت ساڑھے چار سو روپے کلو تھا جو آج چھ سو روپے کلو مل رہا ہے، جناب یہ چند دنوں میں کیا ہو جاتا ہے۔ کون سی قیامت ٹوٹ پڑتی ہے کہ اتنی مہنگائی کر دی جاتی ہے اور ہم یہاں بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچ رہے ہیں، وہ نہیں سمجھ رہے کہ اس ماہ مقدس میں غریب عوام پر مہنگائی کر دی گئی ہے۔ ہم اور آپ تو air-conditions اور گرم ماحول میں بیٹھے ہیں اس لیے ہم پر کوئی اثر نہیں پڑتا، ان بے چاروں کی جو دیہاڑی دار مزدور ہیں، جو سارا دن روزے کی وجہ سے کچھ نہیں کھاتے اور شام کو بھی ان کے پاس کچھ خریدنے کے لیے کوئی پیسے نہیں ہوتے۔ مجھے اس بات پر بھی افسوس ہو رہا ہے کہ ہمارے یہاں MNA حضرات یا سینیٹر حضرات لاکھوں روپوں کی افطار پارٹیاں کرتے ہیں، لاکھوں روپے لٹاتے ہیں مگر ان غریب مزدور دیہاڑی داروں کا نہیں سوچا جاتا ہے، ہم یہاں فضول باتوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اتنے دن گزر گئے ہیں کیا ہم نے کوئی بات کی۔ ہماری ناک تلے اسلام آباد میں دیکھیں کہ کتنی مہنگائی ہے۔ صوبوں کے دارالخلافوں میں دیکھیں کہ مہنگائی کا سانپ غریب عوام کو ڈس رہا ہے۔

جناب چیئرمین! میں جب بات کرتا ہوں تو پتا نہیں کیوں کہتے ہیں کہ یہ غیر مسلم ہو کر یہ بات کر رہا ہے۔ جناب میرا دل جلتا ہے، جب میں دیکھتا ہوں کہ یہ کس قسم کے انسان ہیں کہ اس ماہ مقدس میں بھی باز نہیں آ رہے ہیں۔ میں نے پچھلے رمضان میں بھی تقریر کی تھی۔ اب میں آپ کے توسط سے اپنے پاکستانی مسلمان بھائیوں کو نہیں کہوں گا، میں آپ کے توسط سے اور اس forum کے توسط سے میں پاکستان کی اقلیتی برادری سے اپیل کرتا ہوں کہ رمضان شریف میں جہاں جہاں ان سے ہو سکے اپنے مسلمان بھائیوں کو relief دینے کے لیے سستے بچت بازار لگائیں، اپنی دکانوں میں منافع کم سے کم کر کے مسلمان بھائیوں کو اس موقع پر فائدہ پہنچائیں تاکہ ہو سکتا ہے کہ ان کے اس اقدام سے ہمارے مسلم بھائیوں کے دلوں میں بھی رحم آئے اور وہ اپنے بھائیوں کو relief پہنچا سکیں۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ نالائقی اور نااہلی جس کی وجہ سے ہم اس مہنگائی پر قابو نہیں پا رہے ہیں اس کے ہم تمام حکومتی اراکین ذمہ دار ہیں، بشمول میرے کیونکہ میں بھی سمجھتا

ہوں کہ میں بھی اس گناہ میں برابر کا شریک ہوں۔ کیوں ہماری ضلعی انتظامیہ سوئی ہوئی ہے، کیوں اس ماہ مقدس میں وہ باہر نہیں نکلتے، کیوں وہ ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کارروائی نہیں کرتے ہیں۔

جناب آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے یہ موقع دیا مگر آپ دیکھیں کہ ایسا کیا ہوا کہ تین چار دنوں میں چینی غائب ہو گئی ہے اور یہاں کہا جا رہا ہے کہ ماہ صیام میں غریبوں کے لیے بیس ارب روپے رکھے گئے ہیں تو وہ رقم کہاں ہے؟ اب جب میں بات کرتا ہوں تو آپ یقین جانیں کہ مجھے اپنی ماں کی قسم ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ غیر مسلم ہوتے ہوئے میرا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب، مہربانی فرما کر آج آپ ruling دیں۔ کم از کم آپ اسلام آباد سے تو شروعات کریں، آپ کہتے ہیں کہ اٹھارھویں ترمیم کے بعد مہنگائی کو کنٹرول کرنا صوبوں کا کام ہے، یہاں پر تو آپ روکیں، یہاں پر تو انتظامیہ آپ کے under ہے، مگر یہاں بھی مہنگائی کا طوفان نہیں رکے گا۔ ہم حکمرانوں کو غریب پاکستانی عوام کی بد دعائیں لگیں گی اور ہمارا وہ حشر ہو گا کہ دیکھنا کہ ہم اور آپ بیمار پڑے رہیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس حوالے سے دنیش کمار صاحب نے بہت اہم point of public importance اٹھایا ہے، واقعی یہ ہم سب کا issue ہے۔ بہت سے معاملات بہتر بھی ہوئے ہیں مگر اس میں مزید بہتری لانے کی ضرورت ہے۔ سینیٹر افنان اللہ صاحب بات کریں گے اس کے بعد آپ بات کر لیں۔

<u>Senator Dr. Afnan Ullah Khan</u>

سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان: شکریہ، جناب چیئرمین کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میرے بھائی دنیش کمار نے بہت تفصیل سے بات کی ہے کہ رمضان کے مہینے میں مہنگائی بڑھ جاتی ہے اور یہ افسوس ناک معاملہ ہے۔ ایک تو اس بابت جو government initiatives ہیں ان پر میں روشنی ڈالوں گا، دوسرا finance and economics کا ایک simple principle ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں، وہ یہ ہے کہ فرض کریں کہ اگر کسی بھی چیز کی پچھلے ماہ قیمت سو روپے تھی اور اس ماہ اس کی demand اوپر چلی جاتی ہے تو یہ simple finance کا principle ہے کہ جس چیز کی demand بڑھ جائے گی اس کی قیمت اوپر چلی جائے گی کیونکہ آپ کی production اتنی کی اتنی ہے جو پچھلے ماہ یا اس سے پچھلے ماہ تھی۔ رمضان میں پھلوں کی

قیمتیں اس لیے نہیں بڑھتیں کہ حکومت کے کوئی اچھے اقدامات نہیں ہیں، وہ اس لیے بڑھتی ہے کیونکہ اس کی demand بڑھ رہی ہے اس لیے اس کی price اوپر جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین! دوسری بات یہ ہے کہ وزیراعظم صاحب نے چالیس لاکھ خاندانوں کو دس ہزار روپے فی خاندان پیسے دینے کا اعلان کیا ہے۔ اس کے علاوہ وزیراعلیٰ صاحبہ، مریم نواز شریف صاحبہ نے رمضان پیکیج کا اعلان کیا ہے جس کے تحت سہولت بازار لگائے گئے ہیں اور وہاں پر Price Control Authorities جا کر ensure کر رہی ہیں کہ prices نہ بڑھائی جائیں۔ حکومت کی پوری کوشش ہے، وفاقی حکومت کی بھی پوری کوشش ہے اور صوبائی حکومت پنجاب کی بھی پوری کوشش ہے کہ قیمتوں کو control میں رکھا جائے لیکن یہ بات میں پورے ایوان کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ demand and supply کے principle کو بھی سامنے رکھا جائے۔ Production ہماری اتنی ہی رہتی ہے جتنی normal months میں ہوتی ہے لیکن رمضان میں consumption بڑھ جاتی ہے اور اس کی وجہ سے قیمتیں اوپر جاتی ہیں۔ اس میں ایسی بات نہیں ہے کہ مسلمان بہت برے ہو گئے ہیں یا اس میں مسلمانیت کا کوئی معاملہ ہے۔ دنیا میں یہ معاملہ کسی بھی جگہ اسی طرح ہی ہو گا۔ میں یہ گزارش آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ندیم بھٹو صاحب بات کریں گے اور ان کے بعد قادر صاحب آپ بات کریں گے۔

Senator Nadeem Ahmed Bhutto

سینیٹر ندیم احمد بھٹو: جناب چیئرمین! شکریہ۔ مجھے بھی اسی بارے میں بات کرنی تھی لیکن سینیٹر دنیش کمار میرے سے سبقت لے گئے۔ قرآن مجید کی ایک آیت ہے اس کا مفہوم share کرنا چاہوں گا کہ اور جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔ میں کہنا چاہتا ہوں اور پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ جب شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں تو یہ مہنگائی کا جن کیسے آ جاتا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں جو ملک میں مہنگائی لے کر آتے ہیں۔

Demand and Supplyکاruleاپنی جگہ ہے اور یہ formulaاپنی جگہ ہے لیکن حکومت کا یہ کام ہے کہ وہ demand and supplyکو balanceرکھے۔ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو مہنگائی کا ایک طوفان آ جاتا ہے، پھلوں کی قیمتیں، کھانے پینے کی اشیاء کی قیمتیں ڈبل سے بھی اوپر چلی جاتی ہیں۔ میرا اصل point یہ ہے کہ رمضان کے مہینے میں حکومتیں یقیناً بچت بازار لگاتی ہیں اور بہت سارے اقدامات کرنے کی بھی کوشش کی جاتی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ بجلی کے متعلق جو load sheddingہے ہم بچپن سے دیکھتے ہوئے آ رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ بجلی کی load sheddingہم بچپن سے دیکھتے آ رہے ہیں اس وقت ملک میں gasکی لوڈشیڈنگ۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میری تمام ممبران سے گزارش ہے کہ وہ Houseمیں آ جائیں۔

سینیٹر ندیم احمد بھٹو: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ میری بات مکمل نہیں ہوئی۔

(اس موقع پر کورم کی نشان دہی کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ندیم صاحب ایک منٹ۔ کورم کی بات ہو رہی ہے۔ مجھے بھی اور اس ایوان کے تمام ممبران کو بھی پاکستان کی عوام دیکھ رہی ہے،International levelپر بھی دیکھا جا رہا ہے۔ جب بھی عوام کی بات ہوتی ہے، جب بھی قانون کی بات ہوتی ہے۔ سینیٹر شیری رحمان صاحبہ نے اتنا اہم نقطہ اٹھایا ہے سارے لوگ اپنی عوام کے لیے بات کرنا چاہتے ہیں۔ روز کہتے ہیں کہ Point of orderپر بات کر لیں۔ جب ان issuesپر ایوان میں بات شروع ہو جاتی ہے تو آپ لوگوں کی طرف سے یہ آپ کے بھی معاملات ہیں، یہ صرف ان کے معاملات نہیں ہیں۔ آپ کورم پوائنٹ آؤٹ کرو گے میں اس کو کرا بھی دوں گا۔ مگر میری گزارش یہ ہے کہ جب public کی چیزیں ہوں point of orderہو۔ آپ گنتی کروا دیں۔

(اس موقع پر گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میری گزارش ہے سینیٹ کے دفتر سے اور آپ سے کہ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائیں۔

(اس موقع پر ایوان میں گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کو ہی موقع دوں گا۔ آپ سے ہی شروع کروں گا پھر اس کے بعد قادر صاحب، پھر شکور صاحب سب کو وقت دوں گا۔ جان بلیدی صاحب آپ کو تو خاص طور پر چونکہ آپ کا تعلق بلوچستان سے ہے اور آپ انتہائی اہم ممبر بھی ہیں، آپ پر تو انگلی بھی نہیں اٹھا سکتے آپ کے چھ بندے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ روزہ رکھا ہوا ہے، ہم نے حلف لیا ہوا ہے (عربی)۔۔۔اور ہاتھ بندھ جاتے ہیں تو ہم کس طرح Houseچلائیں گے۔[4](***) میرے الفاظ کو کارروائی سے expunge کر دیں۔ میں اپنے اور آپ کے الفاظ کو expunge کرنے کا کہہ رہا ہوں۔ آپ کو ان شاءاللہ وقت دوں گا۔ آپ اپنی seatپر تشریف لائیں گے، آپ اپنی کرسی پر آ جائیں۔ جان بلیدی صاحب چونکہ آپ بھی point of orderپر اور سینیٹر شیری رحمان نے بہت اہم موضوع اٹھایا، بنوں بلوچستان، خیبر پختونخوا اجتماعی طور پر ملک کے اندر اس حوالے سے تو آپ بھی oppositionسے جا کر بات کر لیں کہ اس اہم موضوع پر بات ہو رہی ہے اسی لیے ہم نے پانچ منٹ دیے ہیں۔

میں نے Minister of Interiorسے بھی یہ گزارش کی تھی کہ وہ leader of the Oppositionکے ساتھ بیٹھ کر اور اس حوالے سے Minister of law مفصل reportپیش کریں گے۔ میری گزارش یہ ہے کہ Minister of Law, oppositionکی طرف سے جو معزز حکومتی ارکان اور جو لوگ ان کے لیے گئے تھے تو میری گزارش یہ ہے کہ ان کی جو locationہے۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جب پانچ منٹ پورے ہو جائیں تو مجھے بتا دیں۔ کورم پورا نہیں ہے اور جو لوگ یہ کام خود کر رہے ہیں وہ کریں، وہ جو کہتے ہیں کہ point of orderپر بات کرنی ہے، ہمیں public importanceپر بات کرنے دیں، ہمیں rule of law پر بات کرنے دیں، ہمیں law and orderپر بات کرنے دیں۔ آج وہ خود ہی walk outبھی کر گئے اور ساتھ میں quorum بھی point outکیا تو اس حوالے سے اس پر مزید بات نہیں ہو سکتی ہے،

[4] *"Words expungedas ordered by the Deputy Chairman.".*

کورم پورا نہیں ہے۔ ہم rule of lawکے ذریعے Houseکو چلائیں گے۔۔ ایوان 08th
March, 2025بروز ہفتہ 11:30 a.m.تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

[The House was then adjourned to meet again on Saturday, the 08th March, 2025 at 11:30 am]